S-2002-1-524-529

عدالت عظمیٰ رپورٹس 2002 ضمنی 1 ایس سی آر

پریم سورانا

بنام۔

ایڈیشنل منصف اور عدالتی مجسٹریٹ اور دیگر

13 اگست 2002

یو۔سی۔بینرجی اور بی۔این۔اگرال، جسٹس۔

توہین عدالت ایکٹ، 1971:

دفعات 2(سی) اور (1)15 - ماتحت عدالت کی فوجداری توہین - عدالت عالیہ کی طرف سے نوٹس - ایڈوکیٹ، جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے فوجداری مقدمے میں ایک ملزم ہے، جوڈیشل مجسٹریٹ کو کھلی عدالت میں گالی گلوچ اور تھپڑ مار رہا ہے-ضلعی جج نے معاملہ عدالت عالیہ کو بھیج دیا - عدالت عالیہ نے ریکارڈ کیا کہ صدر نشین افسر کا بیان اس وقت تک قبول کیا جانا تھا جب تک کہ یہ ٹھوس شواہد سے غلط ثابت نہ ہو جائے، اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ عمل فوجداری توہین کی تعریف کے اندر آتا ہے-اس نے وکیل کو مجرم قرار دیا اور 6 ماہ قید کی سزا سنائی - معافی حقیقی یا جھوٹی نہیں پائی گئی - منعقد، حوالہ دیا گیا۔ عدالت عالیہ درست تھی اور جو نوٹس لیا گیا وہ کسی قانونی کمزوری کا شکار نہیں ہوا - ہمارا انصاف کی فراہمی کا نظام دلدل میں پڑ جائے گا اگر کسی وکیل کا کھلی عدالت میں جج کو تھپڑ مارنے کا یہ طرز عمل کسی کا دھیان نہ جائے اور اسے سزا نہ دی جائے - کسی معافی یا اچھے رویے کے عہد کو قبول کرنے کا سوال نہ اٹھتا ہے اور نہ ہی پیدا ہو سکتا ہے، نہ ہی سزا کے حوالے سے کسی نرمی کا کوئی سوال ہو سکتا ہے - مشاہدہ اور نتائج جیسا کہ عدالت عالیہ کے نتائج بھی متفق ہیں۔

بورڈ آف ریونیو، یو۔پی۔ بنام ونے چند مشرا، اے آئی آر (1981) ایس سی 723 اور پریتم پال بنام مدھیہ پردیش کی عدالت عالیہ، اے آئی آر (1992) ایس سی 902 نے انحصار کیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1994 کی فوجداری اپیل نمبر 666۔

فوجداری 1993 کی توہین عدالت کی درخواست نمبر 5272 میں راجستھان عدالت عالیہ کے 23.9.94 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے پی این مشرا، محترمہ شوبھا اور ارشد احمد۔

جواب دہندگان کی طرف سے رنجی تھامس، محترمہ بھارتی اپادھیائے اور جاوید محمود راؤ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

فوری فوجداری اپیل میں ایک وکیل اور اس طرح عدالت کے افسر سے متعلق ایک غیر معمولی بدقسمتی واقعہ کو دکھایا گیا ہے۔ ملک کے انصاف کی فراہمی کے نظام میں بار کے ممبران ججوں کی طرح ایک فریق ہوتے ہیں اور یہ بار اور بینچ کے درمیان قریب ترین ممکنہ ہم آہنگی ہے جو آئین میں درج مقاصد کے حصول میں بہترین نتائج حاصل کر سکتی ہے۔

زیر غور معاملے کے حقائق پر آتے ہوئے، جے پور ضلعی عدالت کے ایک وکیل نے ایک مجسٹریٹ کو کھلی عدالت میں سب سے اوپر اور غیر مناسب زبان استعمال کرنے پر تھپڑ مارا - اس کی وجہ یہ تھی کہ عدالت نے پیشی سے استثنیٰ کی درخواست کو مسترد کر دیا تھا اور ناقابل ضمانت وارنٹ جاری کیا تھا۔ اتفاق سے، یہ ریکارڈ پر رکھا جائے کہ ایک مجرمانہ کارروائی زیر التواء تھی جس میں متعلقہ وکیل یہاں اپیل کنندہ ہونے کے ناطے ایک ملزم تھا اور اس تاریخ کو جب معاملہ سماعت کے لیے طے کیا گیا تھا، متعلقہ ملزم عدالت کی اجازت کے بغیر محض پیشی سے استثنیٰ کی درخواست کا سہارا لے کر اور معاملے میں فیصلے کا انتظار کیے بغیر عدالت سے نکل گیا۔ تاہم، درخواست مسترد کر دی گئی اور اس کے نتیجے میں ناقابل ضمانت وارنٹ جاری کیا گیا۔ یہاں اپیل کنندہ کا بیان اور جیسا کہ ریکارڈ پر دستیاب ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی دوست کے والد کے جنازے میں اس وجہ سے شریک ہو رہا تھا کہ وہ عدالت میں حاضر ہونے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ ہم اس سلسلے میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے بعد آنے والے حالات نہ صرف غیر ضروری اور بدقسمت ہیں بلکہ یہ سب کے عدالتی ضمیر کو لرزائیں گے۔ بار کے اراکین کی نہ صرف اپنے مؤکلوں بلکہ عدالت کے لیے بھی کچھ ذمہ داری ہوتی ہے اور یہ بار اور بینچ کی مشترکہ کوشش ہے جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے کہ انصاف کا انتظام ہونا چاہیے۔ انصاف کی فراہمی کا نظام اسی کا تصور کرتا ہے اور اس پر دو رائے نہیں ہو سکتی۔ ایڈیشنل منشی اور جوڈیشل مجسٹریٹ، جے پور سٹی، جے پور نے ایک حکم درج کیا کہ درحقیقت حاضری سے استثنیٰ کی درخواست کو قبول کرنے کے لیے کوئی مناسب بنیاد نہیں تھی اور اس لیے درخواست کی اجازت نہیں دی گئی اور گرفتاری وارنٹ کے بذریعے طلب کرنے اور ضابطہ فوجداری 446 کے تحت کارروائی شروع کرنے کے لیے 20.12.1993 پر پیش کرنے کے احکامات جاری کیے گئے۔

ایڈیشنل منشی اور جوڈیشل مجسٹریٹ کی رپورٹ درج ذیل ہے:-

مندرجہ بالا حکم منظور کرنے کے بعد، دوپہر تقریباً 1 بج کر 25 منٹ پر، ایڈووکیٹ شری پریم سورانا جو اس معاملے میں ایک ملزم بھی ہیں، عدالت میں آئے اور آنے کے فوراً بعد ہی مجھے گالی دینے لگے، اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ " آپ نے ہماری موجودگی سے استثنیٰ کے لیے ہماری درخواست کو مسترد کرنے کی ہمت کیسے کی۔" میں نے ان سے کہا کہ اشوک اگروال نے اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی حکم نہیں دیا ہے، لیکن عدالت نے حکم جاری کر دیا ہے پھر بھی آپ کے ارادے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سماعت کی اگلی تاریخ پر آپ کے مقدمے پر غور کرنے کی کوشش کروں گا: لیکن شری سورانا نے انکار کیا اور بدسلوکی جاری رکھی: میں نے بالکل خاموش رہا اور شری سورانا کو اچھے انداز میں قائل کرتا رہا اور شری سورانا نے دھمکی کے الفاظ میں کہا کہ میں ڈی جے صاحب سے شکایت کروں گا، اس پر میں نے کہا کہ آپ کے پاس جو بھی قانونی علاج دستیاب ہے، وہ اس طرح کی کارروائی کرنے کے لیے آزاد ہیں، اس پر شری سورانا عدالت میں رہے، اور بہت تیز رفتار سے بدسلوکی کرتے رہے، اور میرے بائیں طرف دیاس کی طرف پہنچنے کی کوشش کی،

اس کورٹ ریڈر پرشری آتمرم شرما، رام بہاری ورما، ایل ڈی سی اور سٹینو اوم پرکاش پانڈے، راجیش مہراشری سورانا کو پکڑنے کے لیے آگے آئے۔ جس کی شری سورانا نے حمایت کی اور آگے آکر میری طرف آنے میں کامیاب ہوئے اور دیاس کے پاس آئے اور میرے بائیں گال پر سخت تھپڑ مارا اور کہا کہ "بس باہر آؤ، میں آپ کو دکھاتا ہوں"۔ اس کے بعد میں فوراً خود کو بچا کر اپنے چیمبر میں گیا، اور اپنے چیمبر کی کنڈی کو اندر کی طرف بند کر دیا۔

جس طرز عمل کے بارے میں بات کی جاتی ہے وہ اچھے رویے کی بات نہیں ہے، اچھا اشارہ نہ ہی کسی وکیل کے لیے موزوں ہے، ایک جج کا فرض ہے کہ وہ اسے فارغ کرے اور ایک جج نے اپنا حکم اس انداز میں منظور کیا ہے جیسا کہ وہ حالات میں مناسب سمجھتا ہے اور کسی بھی مدعی کو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور پھر جج پر تھپڑ مارنے کا حق نہیں ہے۔ یہ پوری عدلیہ پر بدنامی ہے؛ یہ ملک کے انصاف کی فراہمی کے نظام پر بدنامی ہے۔

ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ ضلعی جج نے اپنے خط کے ذریعے اس عدالت سے منسلک عملے کے نوٹنگ اور حلف نامے کے ساتھ معاملہ عدالت عالیہ کو بھیج دیا اور حوالہ موصول ہونے پر ڈویژن بنچ کی طرف سے 1993 کے فوجداری توہین مقدمہ نمبر 5272 میں ایک نوٹس جاری کیا گیا جس میں مسٹر پریم سورانا کو اس بات کی وجہ بتانے کا موقع دیا گیا کہ انہیں عدالت کی توہین کرنے پر سزا کیوں نہیں دی جانی چاہیے۔ اس دوران، یہ واقعہ مختلف مقامی اخبارات میں شائع ہوا اور راجستھان ہائر جوڈیشل سروس آفیسرز ایسوسی ایشن، جے پور نے وکیل مسٹر پریم سورانا کے خلاف فوجداری توہین عدالت کی درخواست (نمبر 5272/93) دائر کی۔ مجھے بھی اسی بنچ کے حوالے کیا گیا اور دوسرے معاملے میں بھی نوٹس جاری کیا گیا۔ تاہم، عدالت عالیہ اس معاملے پر مکمل طور پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ یہاں اپیل کنندہ کی طرف سے کیا گیا عمل عوام کی نظر میں عدالت کے اختیار کو کم کرنے کے مترادف ہے اور عدالتی کارروائی کے مناسب عمل میں مداخلت بھی اور اس طرح عدالت کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔ یہ مجسٹریٹ کے چہرے پر تھپڑ نہیں تھا، بلکہ خود عدالتی اتھارٹی پر تھپڑ تھا۔ یہ قانون واضح طور پر 'فوجداری توہین' کی تعریف کے چاروں کونوں میں شامل ہے۔ عدالت عالیہ نے اس معاملے پر غور کرتے ہوئے ایکٹ کی دفعہ 15(1) کا حوالہ دیا جو بصورت دیگر عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کو دفعہ 14 میں مذکور توہین عدالت کے علاوہ مجرمانہ توہین کا نوٹس لینے کا اختیار دیتی ہے، اپنی تحریک پر یا (a) ایڈوکیٹ جنرل کی طرف سے کی گئی تحریک پر؛ (b) ایڈوکیٹ جنرل کی تحریری رضامندی سے کوئی دوسرا شخص، اور کارروائی کرے۔

عدالت عالیہ نے بورڈ آف ریونیو کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کو نوٹ کرنے کے بعد، یو۔ پی۔ بنام ونے چند مشرا، اے آئی آر (1981) ایس سی 723 نے اپنے نتیجے کو اس اثر کے ساتھ درج کیا کہ اس طرح کا اتفاق کرنے میں عدالت عالیہ کے اختیار پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس طرح عدالت عالیہ کو دیا گیا حوالہ بصورت دیگر درست تھا اور لیا گیا اتفاق کسی قانونی کمزوری کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ اپنی اتفاق رائے بھی درج کرتے ہیں۔

یہ درج کیا جائے کہ عدالت عالیہ نے اس معاملے کو اپنے تمام تناظر میں نمٹا اور اس پر غور کرنے پر درج کیا کہ صدر نشین افسر کا بیان اس وقت تک قبول کیا جانا چاہیے جب تک کہ یہ غلط ٹھوس ثبوت ثابت نہ ہو جائے۔

تاہم یہ ٹھوس ثبوت ریکارڈ پر دستیاب نہیں ہے۔اس طرح اس کی قبولیت کے حوالے سے کوئی رعایت نہیں لی جا سکتی۔توہین عدالت قانون کی مختلف دفعات کے ساتھ ساتھ تعزیرات بھارتیہ کی دفعات کا سہارا لیا گیا ہے اور برطانیہ سمیت مختلف فیصلوں پر انحصار کرنے پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ دی گئی معافی حقیقی، مخلص یا حقیقی نہیں تھی اور یہ محض ایک خالی رسمی تھی۔عدالت عالیہ نے ریکارڈ کیا کہ مسٹر پریم سورانا نے صرف کھیل کے میدان میں فٹ بال کی طرح کورٹ میں 'معافی' کے لفظ کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی ہے۔یہ عدالت کے ضمیر کو صدمہ پہنچاتا ہے۔"

عدالت عالیہ نے مزید مشاہدہ کیا کہ "عدالت کی بنیادی ذمہ داری انصاف کے چشمے کو پاک رکھنا ہے۔کسی کو بھی عدالت کے امیج اور عظمت کو داغدار کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔وہ چاہے کتنا ہی اونچا ہو یا جو بھی ہو۔یقیناً عدالت میں وکلاء کی غلطیوں کو عام طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے لیکن جب عدالت کے امیج کو کم کرنے کی بات آتی ہے تو سنگین کارروائی کی جانی چاہیے۔حالات کی مجموعی حیثیت اور خاص طور پر عدالت میں مجسٹریٹ کو گالی گلوچ اور تھپڑ مار کر مسٹر پریم سورانا کے اشتعال انگیز طرز عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے، کسی بھی طرح کی عظمت کا مظاہرہ کرنا نہ صرف اتھارٹی کی عظمت کے لیے نقصان دہ ہوگا بلکہ مہلک ثابت ہوگا۔اگر انصاف کی آواز قابل سماعت ہے، تو کوئی اسے یہ کہتے ہوئے سن سکتا ہے کہ وکیل، مسٹر پریم سورانا نے عدالت کی توہین کی ہے۔"

مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ججوں کو عدالتی کاموں کو انجام دینے کے معاملے میں انتہائی حساس ہونا چاہیے- سچ ہے کہ جج کو انتہائی حساس نہیں ہونا چاہیے لیکن اس کا مطلب اور مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں فرشتہانہ خاموشی بھی برقرار رکھنی چاہیے۔یہ اس شخص کے بارے میں غیر اہم ہے لیکن یہ انصاف کا مقام ہے جس کو تحفظ کی ضرورت ہے: یہ عدالتی نظام کی تصویر ہے جسے تحفظ کی ضرورت ہے۔کسی کو بھی انصاف کے مندر کے امیج کو داغدار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔عدالت کی عظمت کو برقرار رکھنا ہوگا اور اس سلسلے میں نرمی کا کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے۔

عدالت عالیہ نے مسٹر پریم سورانا کو عدالت کی سنگین فوجداری توہین کا مرتکب پایا اور اس طرح انہیں 2,000 روپے کے جرمانے کے ساتھ چھ ماہ کی قیدِ محض کی سزا سنائی۔

آج جب یہ معاملہ اٹھایا گیا تو فاضل وکیل مسٹر پی این مشرا نے اپنی معمول کی فصاحت کے ساتھ کہا کہ ان کی عدالت کو اپیل کنندہ کو اس کے خلاف دی گئی سزا سے آزاد کرنے کے لیے کافی بڑا ہونا چاہیے۔مسٹر مشرا یہ پیش کرنے کے لیے کافی واضح رہے ہیں کہ کوئی بھی شکایت شدہ کارروائیوں کی شاید کوئی حمایت نہیں کر سکتا، لیکن یہاں اپیل کنندہ کے طرز عمل کو عارضی طور پر ذہنی نقصان قرار دیا اور اس طرح اس طرح کے عمل کا نتیجہ نکلا۔یہ دعوی کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ پچھتاوا کرنے والا ہے اور یہاں تک کہ اگلے پانچ سالوں کے لیے عدالت میں اچھے رویے کا عہد نامہ پیش کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔تاہم، قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب معافی عدالت عالیہ کے سامنے پیش کی گئی تو اسے اس بنیاد پر قبول نہیں کیا گیا کہ وہ حقیقی یا حقیقی نہیں تھی۔کسی بھی صورت میں، یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہمیں یہاں اس طرح کے عہد کو قبول کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے- اگر یہ خود ہی جرم کو ختم کر دے- تو جواب، تاہم، مثبت نہیں ہو سکتا۔

قانون کی کتاب میں توہین عدالت ایکٹ 1971 کا تعارف ملک میں انصاف کے مناسب اور مناسب انتظام کے لیے عام لوگوں میں اعتماد کا احساس پیدا کرنے کے مقاصد کے لیے کیا گیا ہے۔ بلاشبہ، ایک بہت طاقتور ہتھیار قانون کے بذریعے قانونی عدالتوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اور یہ بھی سچ ہے کہ قانونی عدالتوں کو مناسب احتیاط اور احتیاط کے ساتھ اور بڑے مفاد کے لیے اس کا استعمال کرنا چاہیے۔ توہین آمیز طرز عمل اور قانون کی عظمت میں رکاوٹ وہ بنیادی استدلال ہے جس کے لیے قانون سازوں نے اس مخصوص قانون سازی کو قانون کی کتاب میں شامل کرنا سمجھدار سمجھا۔

حقائق کی حالت پر، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، کیا عدالت خاموشی برقرار رکھ سکتی ہے اور صورت حال کو بغیر کسی توجہ کے رہنے دے سکتی ہے؟ جواب دوبارہ مثبت نہیں ہوسکتا۔ ہمارا انصاف کی فراہمی کا نظام دلدل میں پڑ جائے گا اگر کسی وکیل کا کھلی عدالت میں جج کو تھپڑ مارنے کا یہ طرز عمل کسی کا دھیان نہ جائے اور اسے سزا نہ دی جائے۔

یہ اس موقع پر ہے، پریتم پال بنام مدھیہ پردیش عدالت عالیہ، اے آئی آر (1992) ایس سی 902 میں اس عدالت کے مشاہدات کافی مناسب معلوم ہوتے ہیں، اس عدالت نے مشاہدہ کیا:-

"توہین عدالت کے لیے کسی وکیل کو سزا دینا، بلاشبہ، ایک انتہائی اقدام سمجھا جانا چاہیے، لیکن عدالتوں کی کارروائی کو موڑنے یا مداخلت سے بچانے کے لیے، اور انصاف کے دھاروں کو خالص، پرسکون اور کم درج رکھنے کے لیے، یہ عدالت کا فرض بن جاتا ہے، اگرچہ تکلیف دہ ہو، توہین کرنے والے کو سزا دینا تاکہ اس کے وقار کو برقرار رکھا جا سکے۔ نہیں، کوئی بھی توہین عدالت کے قانون کے عمل سے استثنیٰ کا دعوی کرسکتا ہے، اگر عدالت یا عدالتی کارروائی کے سلسلے میں اس کا عمل یا طرز عمل مداخلت کرتا ہے یا انصاف کے مقررہ راستے میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے شمار کیا جاتا ہے۔"

عدالتی افسر کے چہرے پر تھپڑ لگانا درحقیقت ملک میں انصاف کی فراہمی کے نظام کے چہرے پر تھپڑ ہے اور چونکہ کسی بھی معافی کو قبول کرنے یا کم لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی پیدا ہوسکتا ہے، نہ ہی سزا کے حوالے سے کسی نرمی کا سوال ہوسکتا ہے۔

ہمارے خیال میں عدالت عالیہ نے اس معاملے کو اپنے قرین مصلحت تناظر میں نمٹا ہے اور ہم مشاہدوں اور نتائج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ کے نتائج کے ساتھ اپنی اتفاق رائے درج کرنا قرین مصلحت سمجھتے ہیں۔

معاملے کے اس تناظر میں، یہ اپیل ناکام ہوجاتی ہے اور اسے مسترد کردیا جاتا ہے۔

اس عدالت کی طرف سے پہلے کے موقع پر دی گئی ضمانت منسوخ کردی گئی ہے۔ ملزم-اپیل کنندہ جو عدالت میں موجود ہے اسے سزا کی بقیہ مدت گزارنے کے لیے فوری طور پر حراست میں لیا جائے۔ مناسب پولیس حکام اسے فی الحال تہاڑ جیل میں داخل کریں لیکن جے پور میں متعلقہ اتھارٹی کو مناسب اطلاع دینے پر، اپیل کنندہ کو عدالت عالیہ کی سابقہ ہدایات کے مطابق جے پور بھیجا جائے۔

آر۔ پی۔

اپیل مسترد کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:22
I am the author of this document